# عقیدۂ ختمِ نبوت کے قابلِ غور پہلو

سیّد ریاض حسین شاہ

# عقیدہ ختم نبوت کے قابل غور پہلو

خطبات

(10)

سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید سیکٹر تھری، راولپنڈی پاکستان
0322-4301986
042-35803858

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت اہل سنت پاکستان صوبہ پنجاب نے عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے یہ خوبصورت کانفرنس منعقد کر کے اپنا مذہبی فریضہ پورا کیا ہے اور اپنے وقت کی ایک اہم ضرورت کا ادراک کرتے ہوئے عشق رسول کے تقاضوں پر لبیک کہی ہے۔

## انسانی رہنمائی کا مسئلہ

قافلۂ انسانیت ہمیشہ اپنے مادی مسائل کے حل اور روحانی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے رہبری اور رہنمائی کا محتاج رہا ہے۔تاریخ اس بات پر عدالت کے ساتھ گواہی مہیا کرتی ہے کہ انسانوں کی درست، صحیح، بروقت اور نجات آفریں رہبری ہمیشہ رسولوں اور نبیوں نے فرمائی ہے۔ ان مقدس ہستیوں سے ہٹ کر کاروان آدمیت نے جب بھی حقیقی اور روحانی منزل تلاش کرنے کی کوشش کی، گمراہی کے گہرے کھڈوں اور کھائیوں میں جا گرے۔

## نبی کون ہوتا ہے؟

عربی زبان میں ''نبأ'' کے معنیٰ خبر دینا ہوتا ہے اس مادہ کے اعتبار سے خبریں دینے والا نبی ہوگا۔ ابن منظور اور زبیدی حنفی نے لکھا کہ ہر خبر دینے والا نبی نہیں ہوتا بلکہ غیب کی خبر دینے والا نبی ہوتا ہے، اس معنیٰ کو مصطفوی نے التحقیق میں نقل کیا ہے، اگر نبی لفظ کا مادہ ''نون، با اور واؤ'' ہو تو اس کا معنیٰ مقام بلند ہوتا ہے، اس اعتبار سے نبی اس منتخب ذات کو کہتے ہیں جو علم انسانی کی سطح سے بلند مقام پر فائز ہو۔ مسامرہ وغیرہ کتب نے نبی کا معنیٰ ہجرت کرنے والا کیا ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق نبوت ایک منصب ہے جس پر فائز ہستی کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ وحی چونکہ انسانی علم سے

بلند ایک مقام کا نام ہے اس لیے ہر نبی کو نزول وحی دوسرے افراد سے ممتاز کر دیتا ہے۔ لفظِ وحی چونکہ لغۃً بعض مقامات پر قرآن حکیم نے فطری الہام کے معنوں میں بھی استعمال کیا ہے جیسے کہ شہد کی مکھی کی طرف وحی کے کلمہ کا انتساب ہے اس لیے ائمہ تفسیر نے نبی کی تعریف کو مزید بلیغ اور فصیح کرنے کے لیے کہا کہ نبی اُس ذات کا نام ہے جو صاحبِ معجزہ ہوتی ہے۔

## رسول کون ہوتا ہے؟

نبوت کی طرح رسالت بھی ایک اصطفائی منصب ہے۔ علمائے قدیم میں سے ایک طبقہ کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے وحی پانے والا نبی ہوتا ہے اور جب وہ ان ہی پیغامات کو لوگوں تک پہنچائے وہ رسول ہوتا ہے لیکن وحی دونوں کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ یہ بھی لکھا گیا جو صاحب کتاب نہ ہو وہ نبی ہوتا ہے اور جو صاحب کتاب ہو وہ رسول ہوتا ہے جبکہ علمائے تحقیق کا دوسرا طبقہ یہ کہتا ہے کہ جو نبی ہوتا ہے وہ رسول بھی ہوتا ہے گویا ہر نبی صاحبِ کتاب ہوتا ہے اور یونہی ہر رسول صاحبِ کتاب ہوتا ہے ان کا استدلال قرآن حکیم کی اس آیت سے ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ (الحدید:25)

"بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ اتاری کتاب"۔

نزولِ وحی کے ساتھ نبوت اور رسالت کی تعریف کے لیے قرآن حکیم کی یہ آیت ملاحظہ ہو:

اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ كَمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

(النسا:163)

"بے شک ہم نے آپ کو وحی سے نوازا جیسے کہ ہم نے وحی بھیجی نوح اور ان کے بعد سارے نبیوں پر"۔

## جب زمانہ محدود تھا

یہ ہماری دنیا اپنی بوقلمونیوں کے ساتھ بے شمار مدت سے آباد ہے، اس میں رہنے والے مختلف قوموں میں بٹے ہوئے ہیں۔ یہ تقسیم در تقسیم کے سلسلے ماضی میں بہت گھمبیر تھے۔ لوگ

ایک دوسرے سے بے گانہ تھے، ملتوں کا وجود فگار تھا، سوچوں کے جزیرے محدود تھے، رسل رسائل کے سلسلے دشوار تھے۔ ہر ملک اور ہر قبیلہ خود ہی کو سب کچھ سمجھتا تھا۔ افہام و تفہیم اور تعلیم و تعلم کے ماحول محدود تھے۔ اللہ تعالی نے سب پر کرم فرمایا، سب کو نوازا اور ان کی رہنمائی کے لیے قبیلوں اور قوموں میں الگ الگ رسول بھیجے جنہوں نے کمال دردمندی کے ساتھ انہیں پیغامِ اصلاح دیا ان کے سامنے دساتیر ہدایت رکھے کہ وہ بھٹکنے اور گمراہ ہونے سے بچ جائیں اسی کی طرف قرآن حکیم نے اشارہ فرمایا:

وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (الرعد: 7)

''اور ہر قوم کے لیے راہِ راست پر ڈالنے والے ہیں''۔

### جب محدود لامحدود ہو گیا

ڈاکٹر اقبال کائنات کو نا تمام تصور کرتے ہیں، کہا جا سکتا ہے کہ دنیا اپنی انتہا کو چھونے کی طرف بے تابانہ دوڑ رہی ہے۔ دنیا کی عمر پہلے سفر کی ابتدا میں تھی اب انتہا کی طرف مرحلہ در مرحلہ گامزن ہے۔ ساری تہذیبیں ایک ہی تہذیب، سارے تمدن ایک ہی تمدن، سبھی شناختیں ایک ہی شناخت میں ڈھلنے کے لیے محوِ پرواز ہیں۔ انسان میں یہ سکت پیدا ہونے لگی ہے کہ وہ اپنے خیموں میں بیٹھ کر سیاروں اور ستاروں کے نظام میں جھانک رہا ہے اور محدود تصور لامحدود فضاؤں میں سانس لینے کے لیے پر تول رہے ہیں۔ یہ بات بذات خود سب انسانوں کی ضرورت بن گئی کہ ان کی انگلی پکڑنے والا کسی ایک قوم کا امام نہ ہو۔ اس کی دعوت سے لے کر اس کے ہر انقلاب تک جہاں تہاں ہر موجود کے لیے پیغامِ تعمیر موجود ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی یہ ضرورت حضور ختمی مرتبت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں پوری فرمائی۔

### قرآن کا اعلان

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

(الاحزاب:40)

"محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب کے سب نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے صاف صاف اور واشگاف اعلان فرما دیا کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ختم کا معنیٰ ہوتا ہے کسی چیز کو چھپا دینا۔ابن منظور نے اس لفظ کا یہی معنیٰ لکھا ہے کہ ختم ڈھانپ دینے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔کسی چیز کو بند کر کے اس طرح محفوظ کر دینا کہ اندر سے کوئی چیز باہر نہ آسکے یہ ختم ہے۔ابن فارس نے لکھا کہ عرب کہتے ہیں "ختم الزرع" اس کا مطلب ہوتا ہے زمین نرم کرنے کے بعد اس میں بیج ڈال کر اس کو پہلی مرتبہ پانی دینا چونکہ بیج زمین میں محفوظ ہو جاتا ہے اس لیے ختم کا مادہ استعمال کیا جاتا ہے۔زبیدی حنفی نے لکھا کسی چیز کے آخری سرے تک پہنچ جانا ختم ہے۔شہد کی مکھیاں جب شہد کو چھتے میں محفوظ کر دیں تو بھی اسے ختم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ابن فارس نے اس کا معنیٰ مہر لگانا بھی لکھا کہ اس کی حقیقت بھی بند کرنے، روک دینے اور ختم کر دینے ہی کی ہے۔"خاتم القوم" کسی قوم کا آخری شخص ہوتا ہے اور "خاتم النبیین" نبیوں میں آخری نبی ہوگا اور ظاہر ہے وہ محمد ﷺ ہی ہیں۔

## خاتم النبیین ہی خاتم المرسلین ﷺ ہیں

گستاخ اور شوخ چشم انسان خیرہ سری سے باز نہیں رہتا اور کامل ہستیوں پر نقد و نظر سے عظمتوں کے لبادے اپنے لیے تیار کرتا رہتا ہے۔خطا کار اور نسیان شعار انسان کبھی اپنی شوخیوں کا اظہار ختم نبوت کے عقیدے سے انکار کے ساتھ کر دیتا ہے اور کبھی کہتا ہے قرآن حضور ﷺ کو خاتم النبیین تو کہتا ہے لیکن خاتم المرسلین نہیں کہتا۔قرآن حکیم اس موضوع کو تشنہ نہیں چھوڑتا ہے۔کتاب مبین کی اسی آیت کا اسلوبِ ہدایت ملاحظہ ہو کہ پہلے کہا گیا:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

بعد ازاں کہا گیا

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

دونوں کو ملا کر پڑھیے۔ قرآن مجید نے کہا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول بھی ہیں اور اللہ کے نبی بھی ہیں اگر مان لیا کہ اب رسول بھی وہی ہیں اور نبی بھی وہی ہیں تو ثمر کلام یہی ہوگا جو خاتم النبیین ہیں وہی خاتم المرسلین ہیں۔

**عقیدۂ ختم نبوت کیوں ضروری ہے؟**

ڈاکٹر اقبال اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:

''اسلام کا ظہور استقرائی فکر کا ظہور ہے، نبوت اب اپنے کمال تک پہنچ گئی اور اس نے خود ہی اپنے خاتم ہونے کو بے نقاب دیکھ لیا اس میں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ زندگی کو ہمیشہ عہد طفولیت میں نہیں رکھا جا سکتا۔ اسلام نے تھیا کریسی اور ملکویت کا خاتمہ کر دیا۔ قرآن حکیم تجربات اور مشاہدات اور غور و فکر پر زور دیتا ہے اور تاریخ اور فطرت کو علم کے ذرائع قرار دیتا ہے یہ سب اسی مقصد کے گوشے ہیں جو ختم نبوت کی تہہ میں پوشیدہ ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کی ایک بڑی اہمیت یہ بھی ہے کہ اب نوع انسانی کی تاریخ میں کوئی شخص اس بات کا مدعی نہیں ہوسکتا کہ وہ کسی مافوق الفطرت اختیار کی بنا پر دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرسکتا ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ ایسی نفسیاتی طاقت ہے جو اس قسم کے دعوؤں کو ختم کر دیتی ہے''۔ (خطبات)

اقبال کا فہم عشق رسالت کی گلی میں مجذوبوں کی طرح گزرا ہے کہ اب حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کے بعد حضور کی ذات سے کٹ کر کسی کی غلامی نہیں کی جاسکتی۔ قرآن مجید کی آیت ختم نبوت کو اگر اس انداز میں سمجھ لیا جائے تو بدکار شخص حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

## دعوے کی دلیل وہ خود ہیں

قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اس کا اعجاز یہ ہے کہ اس کے فضائل، اس کے مناقب، اس کے معانی اور اس کے مطالب تک رسائی کے لیے ایک زندگی چاہیے۔ اس کی تشریح اور توضیح میں کروڑوں کتابیں لکھی گئیں لیکن اس کے مضامین کا حقیقی ادراک نہ ہو سکا۔ قرآن ایک سمندر ہے اس کی موجوں میں غواصی کی تاب کس کے اندر ہو سکتی ہے۔ ہاں اس کی تشریح میں جو کچھ صاحبِ سیرت رسول نے کہہ دیا وہ قطعی ہے۔ ان کے قول اور بول کی نظیر دنیا کی تاریخ میں پیش ہی نہیں کی جاسکتی۔ وہ جو فرمادیں کرامت اسی قول میں ہے۔ مستند تشریح وہی ہے اور توضیح کا وہی انداز قابل قبول ہے۔ کروڑوں کتابیں انہی کا دیا ہوا ادب ہے۔ نگار خانۂ تاریخ میں جو کچھ موجود ہے اس میں سب سے زیادہ معتبر آپ ہی کے اقوال کا خزانہ ہے۔ مکہ کے اَن پڑھ اور فاقہ مست بدوؤں کو علم و آگہی میں رشک فلک وقمر انہی کی نظرِ عنایت نے بنایا ہے۔ وہ خود ''خاتم النبیین'' کا معنیٰ یہی کرتے ہیں۔ ''لا نبی بعدی'' اور خاتم المرسلین کا مفہوم وہ خود یہی بتاتے ہیں میرے بعد کوئی رسول نہیں۔ ان کے بعد کس کی تشریح مانی جائے۔ تاریخ انسانیت میں ارب ہا ارب جاننے والوں کی گواہیاں یہی ہیں وہ سب کے سب لوگ جنہوں نے ان کے اقوال و ملفوظات کی جمع و تحقیق اور شرح و تفسیر میں اپنی عمریں کھپائیں وہ سب خاتم النبیین کا معنیٰ یہی کرتے ہیں کہ نبوت و رسالت کی تمام نعمتیں وجود محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سمٹ گئی ہیں۔ اب ان کے سوا یہ روشنی، اب ان کے بعد یہ نور اور اب ان کے بعد یہ جھلک اور جلوہ کہیں اور دکھائی نہیں دے سکتا۔ قرآن کا حکم قطعی ہے، اٹل ہے اور بے غبار اعلان ہے:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

''لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب کے سب نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں''۔

## ایسا سوچنا غلط نہ ہوگا

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ

فَیَنۡسَخُ اللّٰہُ مَا یُلۡقِی الشَّیۡطٰنُ ثُمَّ یُحۡکِمُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿ۙ۵۲﴾

(الحج:52)

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ نبی مگر جب اس نے کوئی تمنا کی تو شیطان نے ان کی آرزو ہائے حق میں کچھ ملا یا تو فوراً ہی اللہ مٹا دیتا ہے شیطانی رخنہ کو پھر یہ کہ اللہ اپنی آیات کو پکا اور مستحکم فرماتا ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے''۔

دین میں حذف، نسخ کا سلسلہ ایک وقت تک چلتا رہا، جب تک آسمانی ہدایات کے سلسلے محدود تھے یا پھر لوگوں نے عقلی جدتیں اور مضرت رساں بدعتیں دین میں شامل کر لی تھی۔ انبیاء کے بعد دیگرے آتے رہے اور ہر رسول اپنے بعد آنے والوں کی ضرورت اور مقام کو واضح کرتا رہا اور آخر میں آنے والے کی ہمہ گیر قیادت کی بشارت قرن بعد قرن چلتی رہی تا آنکہ وہ زمانہ آگیا جسے دورِ قدیم اور دورِ جدید میں حدِ فاصل قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسی دور میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت نے علم وعقل کی وسعتوں کو سمیٹ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہی انسانی ذہن کے سنِ شعور کو پہنچنے کا زمانہ ہے۔ آفتاب آجائے تو پھر کسی دیے اور شمع کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہی نبوت کے ہر فیض کا دور جدید تھا۔ اب انسانوں کے لیے ایک ہی فکری وحدت نے شیرازہ بندی کرنی تھی اور ہر اجمال کی کتاب بند کر دی گئی اور قافلہ آدمیت کی ہر تشنگی سیرابی سے بدلنے کے لیے مفصل کلام کا نزول اور قیادت مبین کا ابھرنا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَفَغَیۡرَ اللّٰہِ اَبۡتَغِیۡ حَکَمًا وَّ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ اِلَیۡکُمُ الۡکِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ

(الانعام:114)

''اور کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کروں حالانکہ اسی نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی جو ہر طرح کی تفصیل رکھتی ہے''۔

پیغام نبوت اور قرآن حکیم نے گذرے ہوئے ہر رسول کی تصدیق کی لیکن اپنے بعد وحی کا

ہر راستہ بند کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغامات کی نگہبانی کا نظام سخت کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ

(المائدہ:48)

"اور ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب نازل کی پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان کی تعلیمات کی محافظ"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام رسالت نے قیامت تک کے لوگوں کی رہبری اور رہنمائی کرنی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے نظام نبوت کے تمام کلیات اور جزئیات، اصول اور فروع سب کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی اور فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر:9)

"بے شک یہ قرآن ہم نے ہی تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا اور بے شک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

**پیغام کی وسعت نبوت کا اختتام**

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی "ختم نبوت" کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جمیع انسانیت کا امام قرار دیا ارشاد فرمایا:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:158)

"اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"۔

ایک دوسرے مقام پر آپ کو جمیع انسانیت کے لیے رسول قرار دیا گیا: ارشاد فرمایا:

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (سبا:28)

"اور اے حبیب! ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر"۔

قرآن مجید نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کے بارے صاف طور پر ارشاد فرمایا کہ وہ ہر

زمانے کے لوگوں کے لیے پیشوا ہیں۔ ارشاد ہوا:

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ (الجمعہ:3)

''اور ان کی نبوت کا فیض ان میں سے دوسروں کے لیے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے''۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامات کی وسعت ان الفاظ میں بیان فرمائی:

وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ (الانعام:19)

''اور یہ قرآن جو میری طرف وحی کیا گیا تا کہ میں اس سے تمہیں اور جہاں تک یہ پہنچے تباہ کن احوال سے ڈراؤں''۔

## جعل رسالت نعمت ہے

منصب نبوت پر جو بھی فائز ہو وہ مقاصد حیات کی تکمیل کے لیے ہوتا ہے اس لیے نبی خود اپنے دعوے سے نہیں بنتے بلکہ ان کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ انتخاب رسالت کے لیے خاص خاص محل ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ (الانعام:124)

''اللہ اپنی رسالت رکھنے کی جگہ کو خوب جاننے والا ہے''۔

رسول بننے کے لیے خواہش اور آرزو وسیلہ نہیں اللہ کی عطا اور بخشش سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب رسولوں کو علم و فضل سے نوازا لیکن کسی کے پیغام میں وہ وسعت نہیں رکھی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام نبوت کا خاصہ ٹھہرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیا:107)

''اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر''۔

''وحی'' اور ''نبوت'' کی عظمتوں اور وسعتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شخصی اور اجتماعی لحاظ

سے تمام زمانوں میں ممتاز ترین فرد بنا دیا، جب ہی تو آپ ﷺ ہر زمانے کے لوگوں کے لیے کامل اور اکمل ترین نمونہ بن گئے۔ کامیاب ترین زندگی گزارنے کے لیے اکمل ترین دستاویز حضور ﷺ کے قول اور بول ہیں۔ ان کی اس رحمۃ للعالمینی کے بعد کس کو زیب دیتا ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرے۔ آپ ہی ہیں جو خالق اور مخلوق میں محبوبیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کے ہر دشمن پر لعنت اور ہر اس غلیظ سوچ پر تف جو کسی گلی کوچے میں پڑے ہوئے کوڑے کو نبوت کے مقام سے جوڑتے ہوئے **معاذ اللہ معاذ اللہ** نبی مانے۔ جھوٹوں پر لعنت !!!

## اکملیت ایک دلیل ہے

اقبال نے کائنات کے بوقلمونیوں میں غور و فکر کے بعد برملا اس بات کا اعتراف کیا تھا:

کہ یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

حکیم الامت کے وجود کے اندر خودی کی کرامت بے تاب ہوئی اور وہ کہہ بیٹھے:

تو شب آفریدی چراغ آفریدم
تو سفال آفریدی ایاغ آفریدم

اس میں شک نہیں کہ کائنات کا ایک ایک ذرہ ندرتِ تخلیق کی دلیل اور برہان ہونے کے باوجود کسی ابہام اور تجسس کی کہانی بنے ہوئے ہے۔ خوش رنگ پھول ہیں لیکن ان کی طرف بڑھنے والوں کی انگلیاں فگار کرنے کے لیے کانٹے بھی موجود ہیں۔ بیجوں سے اگنے والے پودوں کی سحر آفرینیاں دعوت نظارہ دیتی ہیں لیکن موسموں کے تھپیڑے جس طرح فصلوں کو پائمال کر دیتے ہیں عقل دانتوں میں انگلی دبائے کھڑے ہو کر رہ جاتی ہے۔ چاند اپنی جاذبیت کے ساتھ نگاہوں میں شوخی پیدا کرتا ہے لیکن ساتھ ہی دامن فکر پر یہ داغ ابھر جاتا ہے کہ یہ روشنی میں وجود غیر کا محتاج ہے۔ سورج اپنی روشن کرنوں کا غازہ جب کائنات کے چہرے پر ملتا ہے تو دنیا سجی ہوئی

دلہن محسوس ہوتی ہے لیکن یہی سورج جب اپنی تمازت اور حرارت کا تنور گرم کرتا ہے دنیا دوزخ معلوم ہونے لگ جاتی ہے۔ عالم معنیٰ و مفہوم میں ادیب ادب بکھیرتے نظر آتے ہیں لیکن جب انہیں گلستان اخلاق میں دیکھیں تو جیسے شرارتیں ان کے وجود میں رقصاں ہوں۔ خطیب خطبوں کے رنگ بکھیرتے ہیں لیکن جب میدان سجیں تو ان کے ماتھے پر پسینہ نظر آتا ہے۔ ماہرین ریاست جب اقتدار کا لبادہ اوڑھیں تو لگتا ہے کہ ان کا وجود قاسم انگبین ہوگا لیکن غور سے دیکھو تو وہ اپنا تختِ سکندری انسانی گردنوں پر لادے ہوتے ہیں۔ دنیا کا اصل پیشوا وہی ہوگا جس میں خوبیوں کا ہر رنگ ہو اور جب کمالات کا ہر بسیرا اس کی زندگی میں دمکتا محسوس ہو تو سمجھو کائنات کا اصل محسن وہی ہے۔

تمام انبیاء اور مرسلین کو سلام اور ہر خیر اور ہر نیکی کا اعتراف لیکن اسوہ کاملہ کا سورج کہاں چمکا، سیرت طیبہ کی خوشبو کہاں مہکی، خلق عظیم کا رنگ کہاں ابھرا، کرامت شخصی کا عرش کہاں اٹھا، حکمت اجتماع کی اذاں کہاں گونجی، دبدبہ کردار کی برق کہاں چمکی، قلوب باطل کس کی للکار سے لرزے، عزت و شرافت کا قانون کس نے دیا، عملیت کی حقیقتیں کس نے بانٹیں حضور صرف حضور محض حضور حضور ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام زندہ ہے، آپ کا کام زندہ ہے، آپ کا پیام زندہ ہے، نورِ حقیقت کی قسم! آج خاک کا ہر پتلا، نور کا ہر پیکر، آتش تخلیق کی ہر لو، جن و انس اور حور و ملک ان کے گنج نور سے فیضاب ہو سکتے ہیں یہ اعلان صرف اور صرف انہی کی کتاب نے کیا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

(المائدہ:3)

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا“۔

یہ اعلان اس بات کے تسلیم و اعتراف کے لیے مضبوط منطق اور برھان ہے کہ اگر صرف

وہی یقیناً صرف وہی دنیا کے لیے نمونہ کامل ہیں جب وہی کامل واکمل ہیں تو ان کے بعد صرف ان کا غلام بننے کا حق ہر کسی کے لیے ہے جو ان کے مقابلے میں آئے، جو ان کے ایسا بننے کی کوشش کرے وہ غلیظ جھوٹا ہے، اس کے وجود میں غلاظت بھری ہے وہ شیطانی گوز ہے خواہ وہ قادیان میں پیدا ہو یا وہ مسیلمہ کذاب کی صورت میں ہو۔ اُمت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ ختم نبوت کے دشمنوں کے خلاف جہاد کریں۔

صدیقی للکار بن کر

فاروقی غیرت وحمیت بن کر

عثمانی تلاوت وحیا بن کر

تہور حیدر ہو کر اور نعرۂ حیدری بن کر

ذوالفقار علی بن کر

مہر علی ہو کر

صدائے نیازی بن کر

وثیقۂ رحمت بن کر اور قرارداد نورانی بن کر

چھترول کرو ختم نبوت کے دشمنوں کی

اللہ اکبر!!!

## عقلوں کی شکست ختم نبوت کا اعجاز ہے

اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق ہے اس نے اپنی قدرت کے ان گنت جلوے تخلیق فرمائے ہیں۔ اس دنیا میں ہر شخص اپنی پسند کا نظارہ دیکھ سکتا ہے۔ ذرے سے لے کر کائنات کی ہر بڑی چیز تک اپنی اپنی کہانی ہے۔ ہر چیز ایٹم بن کر اپنے اپنے مطاف میں اپنے مرکز کے گرد اگرد گھوم رہی ہے۔ انسان جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک سو اور آٹھ عناصر رکھے یہ عطاؤں کا خوبصورت پیکر دنیا کی ہر مخلوق پر برتری رکھتا ہے اس لیے کہ کسی شئی میں عطاؤں کا یہ بھرپور

انداز ملاحظہ نہیں کیا جا سکتا اگر ایک ادنیٰ انسان کائنات میں اتنا اہم مقام رکھتا ہے تو اعلیٰ انسان کا عالم کیا ہوگا اور ایک اعلیٰ انسان کا حسن تجسیم یہ ہے تو صالحین کا مقام کیا ہوگا اگر صالحین کا عروج یہ ہے تو انبیاء کی معراج کیا ہوگی اور اگر انبیاء کی معراج یہ ہے تو خاتم الانبیاء کا مقام، معراج اور عالم رفعت کیا ہوگا بلا شبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرکز کائنات ہیں، روح کائنات ہیں اور جان کائنات ہیں۔

غور و فکر کا مقام یہ ہے کہ نبوت اگر معجزہ رکھنے کا نام ہے تو امام الانبیاء کے معجزات کا عالم کیا ہوگا۔ ہمارا ایمان ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک انبیاء کو جتنے بھی معجزات عطا ہوئے ان سب کو سمیٹ کر ختمیت کا تاج بنایا گیا اور پھر یہ تاج خاتم النبیین کے سر پر سجا دیا گیا جو خاتم المعجزات ہوگا وہی خاتم المرسلین ہوگا اور جو خاتم المرسلین ہوگا وہی خاتم النبیین بھی ہوگا لیکن پست عقل کے مالک ان حقیقتوں کا ادراک نہیں کر سکتے اور جسے اللہ نے کامل عقل عطا کی ہے وہ رحمۃ للعلمین آقا کی ختم نبوت کا منکر ہو نہیں سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ پر نازل ہونے والی کتاب معجزہ نور ہے، اس کا محفوظ ہونا، موجود ہونا اور سب تہذیبوں اور مذاہب پر اس کا چھا جانا ختم نبوت کی ظاہر باہر دلیل ہے۔

اقبال نے کیا خوب کہا:

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است
صد جہاں تازہ در آیات اوست
عصرھاء پیچیدہ در آفات اوست

یا پھر حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے بارے میں سید امجد حیدر آبادی نے کیا خوب لکھا ہے:

رخ مہر ہے، قد خطِ شعاعی کی طرح
وہ گلۂ امت میں ہے راعی کی طرح

اس خاتم انبیاء کا آخر میں ظہور
ہے مصرعِ آخر رباعی کی طرح

## قیامت تک کے لیے جماعت کی تیاری

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا اختتام ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک کے انسانوں کی ہدایت اور دعوت کا نظام مربوط کیا۔ تلبیسات ذہنی اور بدعات عملی سے بچنے کے لیے قرآن کے ساتھ اہل بیت اطہار کو جوڑ دیا تاکہ ہر زمانے میں دینی معمولات کو تازہ رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ صحابہ نے عشق و عمل سے ایک ایسی تحریک قائم کی جس میں اجتماعیت کو منظم کرنے کے لیے ٹھوس بنیادیں رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی ختم نبوت کے مفہوم کو قائم رکھتے ہوئے فعال اور صحت مند ادارے قائم کیے۔ سمع و اطاعت کا مزاج اُمت کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرنے لگا۔ دین مبین کے نفوذ اور ارتقاء کے لیے کام کرنے والی جماعت نے باہمی خیر خواہی، محبت، اخوت، ایثار اور قربانی کو اپنا منشور قرار دیا۔ ہر دور میں انفرادی رائے پر اجتماعی مفاد کو ترجیح دینے کی پالیسی نشان راہ قرار دی گئی۔ دوسروں کی کمزوریوں سے چشم پوشی کر کے ان کی خوبیوں سے استفادہ کے اصول اپنائے گئے۔ بغض اور منافرت کے خلاف مؤثر دعوت اور نہضت سے کام لیا گیا۔ جماعت میں قیادت کے لیے پہلے لوگوں کے جذبوں اور احساسات کو رہنما قرار دیا گیا اور رجال اُمت کی صالحیت اور تقویٰ کی بنیاد پر تکریم و توقیر کے اعترافات عام کئے گئے۔ وہ لوگ جو شیطانی راہ چلے دینی جماعت کے صحت مند مجاہدین نے ان کی سرکوبی کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان ختم نبوت کے بعد اسلامی دعوت کا یہ امتیاز قائم رہا کہ انہوں نے کسی دعویٰ نبوت کرنے والے کی طرف قوم کو متوجہ نہ ہونے دیا اگر کسی نے گندگی کے ڈھیر سے سر اٹھایا تو اس دجال کے سر پر اتنی تیز زنی کی گئی کہ دوبارہ کسی کو جراءت نہ ہو سکی۔ ان حقائق کے مطالعہ کے لیے قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھی جا سکتی ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (ال عمران: 104)

''اور تمہارے اپنوں میں سے ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو بلاتے رہیں بھلائی کی طرف اور حکم دیتے رہیں اچھے کاموں کا اور منع کرتے رہیں برائی سے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔

## حرفوں کے مورچہ نشین اجڑ گئے

ختم نبوت کے منکرین لوگوں کو ہمیشہ یہی تاثر دیتے ہیں کہ خاتم النبین تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات ہے وہ بدکار صرف متابعت سے اس مقام پر پہنچے ہیں ایسے بدکاروں کو اپنی بدبختگی کی مار پڑی۔ نبوت اللہ کی موہبت، نزول وحی اور ظہور معجزہ سے ثابت ہوتی ہے۔ کسی انسان کو کسب و ہنر اور محنت و کاوش یا اتباع و اطاعت سے یہ منصب نہیں مل سکتا۔ ایک سیاہ کار نے مثلیت کا دعویٰ کیا دروازہ تو ان لوگوں نے کھولا جنہوں نے کہا کہ اللہ چاہے تو کروڑ محمد پیدا کر سکتا ہے۔ امتناع نظیر کا مسئلہ فضل حق خیر آبادی سمجھ پائے۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد دلچسپ ہے:

یقول ناعته لم ار قبله ولا بعده مثله

''آپ کا نعت گو یہی کہے گا ان کی مثل نہ پہلوں میں اور نہ بعد والوں میں دیکھی''۔

یہ دعویٰ وہی کر سکتا ہے جس نے پہلوں کو اور بعد والوں کو آئینہ بصیرت میں دیکھ لیا ہو۔

وہ لوگ جنہوں نے کہا نبوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہے لیکن معاذ اللہ ان کی نبوت ظلی ہے۔ اللہ نے اپنے نبی کا سایہ ہی نہیں رکھا جس کا ظل نہیں اس سے ظلی نسبت چہ دارد؟ نبوت کا نہ کوئی بروز ہے اور نہ ہی کوئی اوتار۔ رہا یہ دعویٰ کہ خاتم کا معنیٰ مہر لگانے والا ہے۔ اگر یہی معنیٰ مراد لیا جائے تو بھی وہ مہر نبیوں کے لیے ہیں جو نبی ہے ہی نہیں اسے اس چمن میں کیڑا بن کر داخل نہیں ہونا چاہیے۔ انبیاء جتنے بھی گزرے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں۔

## محمد ﷺ ہی احمد ہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

(الصّف:6)

''اور یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا اے اولاد یعقوب! میں تمہارے لیے اللہ کا رسول ہوں مصدق تورات کا جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی اور نوید مسرت سنانے والا ہوں ایک عظیم الشان رسول کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہوگا پس غور کیجیے کہ جب وہ عظیم رسول روشن دلیلیں لے کر تشریف فرما ہوئے تو لوگ کہنے لگ گئے کہ یہ تو کھلا جادو ہے''۔

قرآن حکیم کے نظم ،الفاظ اور اصطلاحات کے پس منظر میں معانی اور مطالب کے شکاریوں نے من زاد مفہومات متعین کرنے کی کوشش کی اور کہا جس احمد کی قرآن نے پیشن گوئی کی محمد ﷺ اور ہیں اور احمد اور ہیں۔

سمجھنے والی بات یہ ہے کہ جس احمد کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی وہ حضور ﷺ کے زمانے سے تھے یعنی وہ خود احمد مختار کی ذات تھی اس لیے کہ آیت میں ''جَآءَھُمْ'' ماضی کا صیغہ ہے اس کا معنیٰ ہوتا ہے رسول آ گیا۔اس سے مراد حضور ﷺ کے بعد کسی کو لینا قرآن میں تحریف ہے، بد دیانتی ہے اور ایسے بھی نہیں ہوسکتا کہ قیامت تک جس جس کا نام احمد ہو معاذ اللہ اسی کو رسول مان لیا جائے۔آیت میں بشارت دینے والی آیت ختم نبوت کے دشمنوں کی شدید گوشمالی کرتی ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الصّف:7)

''اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ کا افترا کیا حالانکہ اسے اسلام کی طرف دعوت دی گئی اور اللہ تعالی ظلم کرنے والی قوم کو منزل پر نہیں پہنچایا کرتا''۔

## رحمت سب کے لیے ہے

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ ان کی کوئی نظیر نہیں، ان کا کوئی مثیل نہیں، انہیں اپنایا جاتا ہے لیکن وہ کسی میں اترتے نہیں، اوتار اور حلول مجوسیوں کی اصطلاحیں ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم رحمت ہیں آپ خاتم النبیین ہیں اس لیے کہ آپ کی رحمت سب کے لیے ہے۔ آپ سب انسانوں کے لیے ہیں، آپ سب جہانوں کے لیے ہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل کے رسول آپ ہی ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو گناہوں کی تاریکیوں سے نکالا اور آپ ہی ہیں جو سر محشر گناہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ انبیاء، صالحین، شہدا اور صدیقین سب انہی کی رحمتوں کا جلوہ ہیں۔ ان کی گلی میں جو وفادار بن کر آئے صدیق و فاروق کہلائے اور عثمان و علی ان کا نام ہے۔ ان کی نعتیں جس نے گنگنائیں وہ اقبال، عطار، رومی، رازی اور جامی ٹھہرے، ان کی رحمتوں کا اعتراف بس یہی ہے کہ اللہ اور تمام فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں تم بھی درود پڑھو ہم بھی ان پر درود پڑھتے ہیں:

بلغ العلی بکماله
کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه و اله